خلافتِ راشدہ کے تیس سال

شیعہ امامیہ اور منکرینِ حدیث کے اعتراضات کا جواب

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:
منہاج السنۃ، حیدر آباد دکن

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

اس مضمون میں ہم مشہور حدیث "خلافة النبوة ثلاثون سنة" الخ کی تحقیق و تخریج پیش کر رہے ہیں تاکہ عام لوگوں پر بھی حق واضح ہو جائے۔

امام ابو داؤد السجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنن (ج ۲ ص ۲۹۰ کتاب السنہ باب فی الخلفاء ح ۴۶۴۶) امام ابو عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنن (ج ۲ ص ۴۶، ابواب الفتن باب ماجاء فی الخلافۃ ح ۲۲۲۶) امام ابو عبدالرحمٰن النسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنن الکبریٰ (ج ۵ ص ۴۷ ح ۸۱۵۵ کتاب المناقب باب ۵، ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم) اور امام ابو حاتم بن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ نے الصحیح (الاحسان ۶۶۲۳، ۶۹۰۴، موارد الظمآن: ۱۵۳۴، ۱۵۳۵) میں اور دوسرے محدثین نے بہت سی سندوں کے ساتھ سعید بن جمہان سے اس نے سفینہ ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

((خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ "، قَالَ سَعِيدٌ: قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ أَبَا بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَعُمَرُ عَشْرًا،وَعُثْمَانُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٌّ كَذَا، قَالَ سَعِيدٌ: قُلْتُ لِسَفِينَةَ: إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ، قَالَ: كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ، يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ))

نبوت والی خلافت تیس سال رہے گی پھر جسے اللہ چاہے گا (اپنی) حکومت دے گا۔ سعید نے کہا: سفینہ نے مجھے کہا: شمار کرو، ابو بکر کے دو سال اور عمر کے دس سال اور عثمان کے بارہ سال اور علی رضی اللہ عنہم کے اتنے (یعنی چھ سال) سعید نے کہا: میں نے سفینہ سے کہا: یہ لوگ بزعم خویش کہتے ہیں کہ: علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے۔ تو انہوں نے کہا: ان بنو زرقاء، بنو مروان کی پیٹھوں نے جھوٹ کہا ہے (یعنی یہ بات منہ سے نکلنے کے لائق نہیں ہے)۔

یہ الفاظ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ باقی مرویات میں تطویل و اختصار کا معمولی اختلاف ہے لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

((حديث سفينة فى الخلافة صحيح وإليه أذهب فى الخلفاء))

سفینہ کی خلافت کے بارے میں حدیث صحیح ہے اور میں خلفاء کے سلسلہ میں اس حدیث کا قائل ہوں۔

(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر: ۲/۲۲۵، نیز دیکھیئے کتاب السنۃ لعبداللہ بن احمد بن حنبل: ۲/۵۹۰ ح۱۴۰۰)

امام ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

((حديث ثابت من جهةالنقل، سعيد بن جمهان روى عنه حماد بن سلمةو العوام بن حوشب و حشرج))

یہ حدیث بلحاظ نقل ثابت ہے از سعید بن جمہان (از سفینہ) اس سے حماد بن سلمہ، عوام بن حوشب اور حشرج بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہم نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

(کتاب السنۃ لابن ابی عاصم ج ۲ ص ۵۴۹، ۵۵۰ ح ۱۱۸۱، ۱۱۸۵)۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا (السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی ج ۱ ص ۷۴۴)۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے صحیح کہا (المستدرک: ۳/۷۱)۔

اس کے راوی سعید بن جمہان کو امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابن حبان اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم نے ثقہ قرار دیا۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کی توثیق مروی ہے۔ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے خیال میں اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے (دیکھئے تہذیب التہذیب: ۱/۱۴)۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "صدوق وسط" (الکاشف: ۱/۲۸۲)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "صدوق له أفراد" (تقريب التهذيب: ۲۲۷۹)

ان ائمہ کے مقابلے میں امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "يكتب حديثه ولا يحتج به"

"یعنی اس کی حدیث لکھی جاتی ہے مگر اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔"

یہ جرح متعدد وجوہ سے مردود ہے:

۱: یہ جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

۲ : نصب الرایہ للزیلعی (ج ۲ ص ۴۳۹) پر ہے کہ:

((وقول أبی حاتم: لا یحتج به غیر قادح أیضاً فانه لم یذکر السبب وقد تکررت هذه اللفظة منه فی رجال کثیر ین من أصحاب الصحیح الثقات الأثبات من غیر بیان السبب کخالد الحذاء وغیره والله أعلم))

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول: لا یحتج به، (یہاں) غیر قادح ہے کہ کیونکہ انہوں نے اس جرح کا کوئی سبب بیان نہیں کیا ہے۔ انہوں نے اس کلمے کا استعمال صحیحین کے بہت سے ثقہ و ثبت راویوں کے بارے میں کیا ہے۔ مثلاً خالد الخذاء وغیرہ، واللہ اعلم

اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے پر کہا:

((إذا وثق أبو حاتم رجلاً فتمسک بقوله فانه لا یوثق إلا رجلاً صحیح الحدیث وإ ذ الین رجلاً أو قال فیه: لا یحتج به، فتوقف حتی تری ما قال غیره فیه فإن وثقه أحد فلا تبن علی تجریح أبی حاتم فإنه متعنت فی الرجال قد قال فی طائفةمن رجال الصحاح: لیس بحجة، لیس بقوی أو نحو ذلک))

جب امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کسی شخص کو ثقہ قرار دیں تو اس بات کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو کیونکہ وہ صرف اس شخص کو ثقہ کہتے ہیں جو کہ صحیح الحدیث ہوتا ہے۔ اور اگر وہ کسی کی تضعیف کریں یا اس کے بارے میں "لا یحتج به" کہیں تو توقف کرو تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اوروں نے کیا کہا ہے؟ اور اگر کسی نے ثقہ کہا ہے تو پھر ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی جرح نہ مانو کیونکہ وہ اسماء الرجال میں متشدد ہیں۔ انہوں نے صحیحین کے ایک گروہ کے بارے میں لیس بحجةلیس بقوی وغیرہ کہا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۲۶۰/۳)

لہذا یہ جرح مردود ہے۔

۳ : امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ پر بعض علماء نے متشدد ہونے کا الزام بھی لگا رکھا ہے۔ لہذا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے معتدل محققین کے مقابلے میں ان کا قول مردود ہے۔

امام الساجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "لا یتابع علی حدیثه" بھی مبہم و غیر مفسر ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور یہ کوئی جرح بھی نہیں ہے۔

جب کسی شخص کی عدالت ثابت ہو جائے تو اس کی عدم متابعت چنداں مضر نہیں ہے۔ چونکہ سعید بن جمہان کا ثقہ ہونا بدلائل قطعیہ ثابت ہو چکا ہے لہذا اس حدیث میں اس کا تفرد ذرہ بھی مضر نہیں ہے۔

منکرینِ حدیث کی کارستانیاں

منکرین حدیثِ رسول ﷺ کا اصل مقصد یہ ہے کہ احادیث صحیحہ کو مکر و فریب کے ساتھ جعلی ثابت کر دیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین کے اذہان میں دواوین اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات اور عدم اعتماد بیٹھ جائے پھر یہ مکار مداری ان سادہ لوح عوام کو صراط مستقیم سے اپنی آراء کی لاٹھی کے ساتھ دور ہانکتے جائیں۔ پھر نہ حدیث بچے اور نہ قرآن!۔

انہی منکرین حدیث میں سے ایک شخص ''تمنا عمادی پھلواری'' اپنی خود ساختہ کتاب ''انتظار مہدی و مسیح'' میں اس حدیث پر طعن و تشنیع کے تیر چلاتے ہوئے لکھتا ہے:

''اس سلسلہ روایت میں حشرج بن نباتہ الکوفی کا نام آپ نے دیکھا۔ یہ تقریباً تمام ائمہ رجال کے نزدیک ضعیف الحدیث اور لا یحتج به منکر الحدیث ہے اور ان کی حدیثوں کی متابعتیں عموماً نہیں ملتیں'' (ص:۵۷)

عرض ہے کہ حشرج بن نباتہ کے بارے میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ثقہ، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صالح، ثقة ليس به بأس ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لا بأس به مستقيم الحديث، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لا بأس به، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حدیث کو حسن کہا۔ ان کے مقابلے میں ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صالح يكتب حديثهولا يحتج به، الساجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ضعیف، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان قليل الحديث منكر الرواية لايجوز الإ حتجاج بخبره إذا انفرد، نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ ليس بالقوي کہہ کر جرح کی اور دوسری دفعہ ليس به بأس کہہ کر اس کی توثیق کی (ملخصاً من تهذيب التهذيب) حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے اس کی ایک حدیث کی تصحیح کی۔ (مستدرک:۶۰۶/۳) اسے علی (غالباً ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی ثقہ کہا (میزان الاعتدال:۵۵۱/۱) حافظ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صدوق يهم (تقریب)

خلاصہ یہ کہ یہ راوی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہے۔لہذا تمنا عمادی اپنے اس دعویٰ میں کاذب ہے کہ "یہ تقریباً تمام ائمہ رجال کے نزدیک ضعیف الحدیث۔۔۔ہیں"

تمنا عمادی کی کتاب میں اتنے زیادہ جھوٹ ہیں کہ ان کے جمع کرنے سے ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔مثلاً اسی کتاب کے ص ۵۴ پر یہ شخص لکھتا ہے:

" یمن میں معمر بن راشد جوازدیوں کے غلام آزاد کردہ تھے متوفی ۱۵۴ھ جمع حدیث میں سر گرم رہے یہ آبان بن عیاس مشہور کذاب سے روایت کرتے تھے، مگر آبان کی جگہ ثابت البنانی کا نام ظاہر کرتے تھے(تھذیب التھذیب:۱/۱۰۱)

مگر پھر محدثین ان کو پھر ثقہ ہی سمجھتے اور لکھتے ہیں"

اب نکالئے تھذیب التھذیب کا محولہ بالا صفحہ،تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

((وحکی الخلیلی فی الإرشاد بسند صحیح أن أحمد قال لیحیي بن معین وھو یکتب عن عبدالرزاق عن معمر عن أبان نسخة تکتب ھذه وأنت تعلم أن أبان کذاب؟ فقال یرحمک الله یا أ باعبدالله! أکتبھا وأحفظھا حتی إذا جاء کذاب یرویھا عن معمر عن ثابت عن أنس أقول له: کذبت إنما ھو أ بان))

اور خلیلی نے الارشاد میں صحیح سند کے ساتھ احمد سے نقل کیا کہ انہوں نے ابن معین سے اس وقت کہا جب وہ عبدالرزاق عن معمر عن ابان کا نسخہ لکھ رہے تھے۔آپ یہ لکھ رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ ابان کذاب ہے؟تو ابن معین نے کہا:اے ابو عبداللہ اللہ آپ پر رحم کرے میں اسے یاد کرنے کے لئے لکھ رہا ہوں تا کہ اگر(تمنا عمادی جیسا)کوئی کذاب آئے اور اسے معمر عن ثابت عن انس سے روایت کرے تو میں اسے کہہ دوں کہ تو نے جھوٹ کہا۔معمر کی یہ روایات تو ابان کی سند کے ساتھ ہیں نہ کہ ثابت کی سند سے۔(تھذیب:۱/۱۰۱)

اب قارئین بتائیں کہ اس میں معمر کا کیا گناہ ہے انہوں نے جو سنا آگے بیان کر دیا۔اس نے ابان کی جگہ ابان کا نام ظاہر کیا اور ثابت کی جگہ ثابت کا نام،لہذا محدثین انہیں ثقہ نہ سمجھیں تو کیا سمجھیں،مگر تمنا عمادی جیسے کذابین کی زبانیں اور قلم آزاد ہیں۔وہ چاہیں تو دن کو رات اور رات کو دن ثابت کر دیں مگر یاد رکھیں ایک دن روز جزا ضرور آنے والا ہے۔اور پھر چھوٹے بڑے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا!

یہ تو حشرج بن نباتہ کے بارے میں صحیح موقف کی تحقیق تھی یہاں یہ بھی یادرہے کہ وہ اس حدیث میں منفرد نہیں ہیں بلکہ درج ذیل اشخاص نے ان کی متابعت کررکھی ہے۔

۱ : عبدالوارث (ابوداؤد: ۴۶۴۶)

۲ : العوام بن حوشب (ایضاً: ۴۶۴۷)

۳ : حماد بن سلمہ (مسند احمد: ۵/ ۲۲۰، ۲۲۱)

لہذا حشرج پر جرح ہر لحاظ سے مردود ہے۔

((وهو حديث مشهور من رواية حماد بن سلمة و عبدالوارث بن سعيد و العوام بن حوشب و غيره عن سعيد بن جمهان--و اعتمد عليه الإمام أحمد و غيره فى تقرير خلافةالخلفاء الراشدين الأربعمة، وثبته أحمد، واستدل به على من توقف فى خلافة على: من أجل افتراق الناس عليه، حتى قال أحمد : من لم يربع بعلى فى الخلافة فهو أضل من حمار أهله، ونهى عن مناكحته، وهو متفق عليه بين الفقهاء وعلماء السنة و أهل المعرفةو التصوف وهو مذهب العامة))

((وإنما يخالفهم فى ذلک بعض (أهل) الأهواء من أهل الكلام و نحوهم كالر افضة الطاعنين فى خلافة الثلاثه أوالخوارج الطاعنين فى خلافة الصهرين المنافيين : عثمان و على أو بعض الناصبة النافين الخلافة على أو بعض الجهال من المتسننة الواقفين فى خلافتة))

اور یہ حدیث حماد بن سلمہ، عبدالوارث بن سعید اور العوام بن حوشب وغیرہ کی روایت کے ساتھ مشہور ہے انہوں نے سعید بن جمہان سے یہ روایت کی ہے۔۔ اور اس روایت پر امام احمد وغیرہ رحمہم اللہ نے چاروں خلفائے راشدین کی خلافت کے سلسلہ میں اعتماد کیا ہے اور احمد نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اور ان لوگوں پر یہ حجت پیش کی ہے جو علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں توقف کرتے ہیں کیونکہ اس وقت لوگوں میں تفرقہ پیدا ہو گیا تھا حتی کہ (امام) احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو شخص علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ نہ مانے وہ اپنے گھر کے گدھے سے زیادہ گمراہ ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کے ساتھ رشتہ نکاح کرنے سے منع کیا اور یہ بات فقہاء، علمائے سنت اور (دین کی) پہچان والے اور صالحین کے درمیان

متفق علیہ ہے اور یہی عوام کا مذہب ہے اور اس عقیدہ میں ان کی مخالفت بعض بدعتیوں نے کی ہے اہل کلام میں مثلاً روافض جو کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں طعن کرتے ہیں اور خوارج نے جو کہ نبی ﷺ کے دونوں دامادوں عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی خلافت میں طعن کرتے ہیں یا بعض ناصبیوں نے جو کہ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طعن کرتے ہیں یا ان نام نہاد سنی جاہلوں نے جو کہ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں توقف کرتے ہیں۔(مجموع الفتاویٰ:۱۹،۱۸/۳۵)

اس حدیث کو درج ذیل علماء نے صحیح، حسن و قوی قرار دیا ہے:

۱ :احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

۲ :الترمذی رحمۃ اللہ علیہ

۳ :ابن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ

۴ :ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ

۵ :ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ

۶ :الحاکم رحمۃ اللہ علیہ

۷ :ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

۸ :الذہبی رحمۃ اللہ علیہ

۹ :ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

(السلسلۃ الصحیحۃ:۴۷۵/۱،حدیث:۴۵۹)

بعض علماء نے اس حدیث کے دو شاہد بھی ذکر کئے ہیں:

۱:- ((عن ابی بكرة رضی الله عنه رواه البيهقی فی دلائل النبوة (ج ٦ص٣٤٢ و سند ضعيف، فيه علی بن زيد بن جد عان: ضعيف))

۲:- ((عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه(الواحدی فی الوسيط بحواله: الصحيحه ص ٧٤٥ج او سنده ضعيف))

فائدہ نمبر(۱): بعض متاخرین نے دعویٰ کیا ہے کہ سفینہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح مسلم کی اس حدیث کے خلاف ہے جسے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ سے بیان کیا ہے کہ:

((إن هذا الأمر لا ينقضي حتى يمضي فيهم اثنا عشر خليفة--- كلهم من قريش))

یہ دین ختم نہیں ہوگا حتی کہ اس میں بارہ خلیفہ نہ ہو گزریں۔۔۔(اور وہ) سارے کے سارے قریش سے ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع القریش والخلافۃ فی قریش ح ۱۸۲۱، وأصلہ فی صحیح البخاری: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳)

حالانکہ یہ اعتراض معترض کی کم علمی کا واضح ثبوت ہے کیونکہ ان دونوں صحیح حدیثوں مین تطبیق ممکن ہے۔ حدیث سفینہ سے مراد خلاف راشدہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ ہے اور حدیث جابر سے مراد مطلق خلافت ہے۔ لہذا حدیث اول میں خلافت راشدہ بعد از "ثلاثین سنہ" کی نفی ہے اور دوئم میں خلافت غیر راشدہ کا اثبات لہذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اسی تطبیق کی طرف اشارہ کیا ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری (ج ۱۳ ص ۲۱۲ تحت الحدیث: ۷۲۲۳) اور حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموع فتاوی میں، اور یہی صواب ہے مزید تفصیل کے لئے ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب السلسلہ الصحیحہ (۷۴۲/۱۔۷۴۹ حدیث ۴۵۹) کا مطالعہ فرمائیں انہوں نے اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے۔

فائدہ نمبر (۲) حکیم فیض عالم صدیقی اپنی کتاب "حقیقت مذہب شیعہ" ص ۲۴ پر لکھا ہے:

"اس موقعہ کے لئے کسی من چلے نے حدیث سفینہ گھڑی جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں درج کر کے دنیائے رفض کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا ہتھیار تھمادیا۔ اس حدیث کے الفاظ ہیں خلافت تیس برس رہے گی اور پھر ملک ہو جائے گا۔۔"

"اس موقعہ کے لئے کسی من چلے نے حدیث سفینہ گھڑی جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں درج کر کے دنیائے رفض کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا ہتھیار تھمادیا۔ اس حدیث کے الفاظ ہیں خلافت تیس برس رہے گی اور پھر ملک ہو جائے گا۔۔"

فیض عالم صدیقی ناصبی صاحب کی اس عبارت پر تین اعتراضات ہیں:

نمبر (۱): یہ حدیث کسی من چلے نے گھڑی نہیں بلکہ ثقہ وصادق راوی جناب سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اور اس ثقہ راوی سے بہت سے ثقہ راویوں نے یہ حدیث سن کر آگے بیان کر دی۔ لہذا یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

نمبر (۲): صحیح مسلم میں کہیں بھی یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ لہذا فیض عالم صدیقی کا یہ صحیح مسلم پر بہتان ہے۔

میں کہتا ہوں جو شخص امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہا کی خلافت کو نام نہاد کہتا ہو (دیکھئے سادات بنی رقیہ ص ۴۶) اور ثقہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرتا ہو (دیکھئے سادات بنی رقیہ ص ۱۱۳) اسے کب شرم آتی ہے کہ صحیح مسلم پر تو جھوٹ نہ بولے۔ ان لوگوں کا اوڑھنا بچھونا ہی جھوٹ، مغالطہ دھی اور تاریخ کی موضوع روایات پر اندھا دھند اعتماد ہے۔

نمبر(۳): میں پوچھتاہوں کہ اس حدیث سے دنیائے رفض وکذب کے ہاتھ میں کون ساہتھیار آگیاہے؟اس حدیث سے صاف معلوم ہوتاہے کہ امیر المؤمنین ابو بکراور امیر المؤمنین عمراور امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہم تینوں خلفائے راشدین علی منھاج النبوۃ میں سے تھے۔بتایئے وہ کون سارافضی ہے جوان خلفائے ثلاثہ کو خلفاء علی منھاج النبوۃ سمجھتاہے؟!

بلکہ اس حدیث سے توعقیدہ رفض کاخاتمہ ہوجاتاہے! والحمدللہ

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

(۲۳/جولائی ۱۹۹۳ء)